خواب لمحوں کی عید

رُخ چوہدری

”بس! بھائی صاحب آپ کو بھی یہ نکاح مبارک ہو۔ ہمارے بچوں کا یہ ملاپ خدا کرے، ہم دونوں خاندانوں کے لیے مبارک ثابت ہو۔ خواہش تو یہ بھی تھی کہ اس شادی پر سارے ارمان نکالے جائیں۔ ہماری مجبوری یہ ہے کہ ہم سب لندن نہیں آسکتے تھے اور آپ کی مجبوری یہ کہ پاکستان نہیں آسکتے تھے۔ بہرحال مجھے اس بات کی ازحد خوشی ہے کہ فرحان کے ابو نے آپ سے جو بات کی تھی، وہ آج اللہ کے حکم اور فضل و کرم سے پوری ہوگئی۔ وہاں پر نکاح کرنا ہم دونوں خاندانوں کی مجبوری تھی مگر انشاء اللہ ولیمے پر ہم اپنے سارے ارمان نکالیں گے۔“

مسز سجاد اپنے سمدھی سے بات کر رہی تھیں، جن کی بیٹی سے آج ہی ان کے بیٹے فرحان کا نکاح ہوا تھا۔ سجاد اور عثمان صاحب اچھے دوست تھے مگر عثمان شادی سے قبل ہی لندن جا کر آباد ہوگئے۔ سجاد صاحب چونکہ گورنمنٹ آفیسر تھے اس لیے اپنی محدود زندگی میں مصروف رہے اور اپنی وفات سے کچھ عرصہ قبل ریٹائرمنٹ کے بعد سجاد صاحب کسی رشتے دار کے پاس لندن گئے تو عثمان صاحب سے بھی ملے۔ وہاں ان کو عثمان صاحب کی بیٹی عائشہ بہت پسند آئی انہوں نے وہیں گھر والوں سے بات کرکے عائشہ اور فرحان کا رشتہ طے کر دیا۔ مگر شومیٔ قسمت کہ رشتہ طے کرنے کے بعد ان کو ہارٹ اٹیک ہوا اور ان کی ڈیڈ باڈی واپس لائی گئی۔ یوں یہ رشتہ تو اب پتھر پر لکیر ہوگیا تھا۔ فرحان، جسے پہلے کچھ اعتراض تھا اور اس نے بے دھڑک کہہ دیا تھا۔

”کیا میں ہی رہ گیا ہوں اس قربانی کے لیے کہ دوستی کے رشتے کی جڑ کو میری قربانی کے خون سے آبیار کیا جائے گا۔“

”کیوں؟ تمہاری کوئی اپنی پسند ہے تو بتاؤ؟“ بڑے بھیا فیضان نے اسے دیکھا۔

”...... یہ آپ سے کس نے کہا کہ میری کوئی پسند ہے، کیا میں آپ کو ایسا ویسا نظر آتا ہوں؟“ فرحان نے برہمی سے کہا۔

”اس میں ایسا ویسا کی کیا بات ہے، ارے بھئی تم بالغ ہو، سمجھ دار ہو۔ اگر کوئی پسند بھی ہے تو بتاؤ، ہم انکل عثمان سے معذرت کر لیتے ہیں۔ شادی عمر بھر کا ساتھ ہوتا ہے۔ باہمی آہنگی ہے...... خیر چھوڑو، تم بے جھجک بتا دو اس لڑکی کے بارے میں۔“

فیضان خود لو میرج کرکے بیٹھے تھے۔ ان کے خیال میں شادی میں زبردستی نہیں ہونی چاہیے۔ لڑکی اور لڑکے کی یکساں پسند ہونی چاہیے۔ ایک دوسرے سے مل لیں، بات کرلیں۔ اگر سوچ میں ہم آہنگی پائی جائے تو شادی ہونی چاہیے ورنہ نہیں۔

”فیضی بالکل درست کہہ رہا ہے بیٹا! اگر تمہیں کوئی لڑکی پسند ہے تو بتاؤ، ہم ان سے معذرت کرلیں گے۔ عمر بھر کا ساتھ ہے، کوئی معمولی بات تو نہیں۔“

”اوہو امی، کیا ہوگیا ہے آپ لوگوں کو، میری کوئی پسند ہے نہ ہی کوئی اسکینڈل ہے۔ بس میں یوں ابھی بن دیکھے...... بس سمجھ لیجیے کہ میں ابھی شادی کرنا ہی نہیں چاہتا۔“

بات بھی یہی تھی کہ لڑکی تو اسے کوئی پسند نہیں تھی مگر جانے کیا بات تھی کہ وہ اپنی پسند و ناپسند کے بارے میں خود بھی کوئی واضح تصور نہیں رکھتا تھا۔ ان لوگوں کو کیا کہتا، بس ٹال گیا۔

”بیٹا جان! جب ایسی کوئی بات نہیں تو شادی تو تمہیں کرنی ہے۔ کیا ہی اچھا ہو کہ وہیں ہو جائے جہاں تمہارے ابو نے بات طے کی ہے۔“

عطیہ بیگم کے لہجے میں نہ چاہتے ہوئے بھی اداسی گھل گئی تو فرحان کو کچھ دیر کے لیے احساس ہوا کہ وہ خودغرضی دکھا رہا ہے۔ وہ چاہتا تھا کہ وہ جس لڑکی سے شادی کرے، پہلے اس سے ملے، بات کرے۔ پھر مگر پھر یہ کہیں پڑھی ہوئی بات اس کے دماغ کو منور کرنے لگی۔

”اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایک تمہاری چاہت ہے اور ایک میری چاہت ہے اور اگر تم اپنی خواہش ترک کرکے میری چاہت اپنالو گے تو وہ بھی دوں گا جو تمہاری چاہت ہے۔“

اللہ کے اسی فرمان نے اس کے دل و دماغ کو منور

کر دیا۔

''ٹھیک ہے امی! ابو نے انکل عثمان سے بات طے کر رکھی ہے۔ تو آپ لوگ کر دیں' مجھے کوئی اعتراض نہیں۔''

یوں وہ اپنے اس فیصلے پر خوش اور مطمئن ہو گیا۔ نہ جانے کیوں اسے یقین ہو چلا تھا کہ یہ لڑکی ہی اللہ کا فیصلہ ہے تب ہی تو اس کا دل خوش اور مطمئن ہو گیا ہے۔ یوں وہ ماں اور بہن بھائیوں کی دعاؤں تلے لندن چلا گیا اور آج اس کا نکاح عائشہ عثمان سے ہو گیا تھا۔

''ارے بھئی بچو! مبارک ہو' لندن سے بھائی عثمان کا فون تھا' فرحان اور عائشہ کا نکاح ہو گیا ہے۔'' امی نے اندر آ کر سب کو اطلاع دی تو چھوٹا نومی اور سب سے چھوٹی زویا خوشی سے اچھل پڑے۔

''مبارک ہو امی جان! بہت بہت...'' بڑی بہو ثانیہ اور فیضان آگے آئے۔

''ہے مبارک آج کا دن رات آئی ہے سہانی، شادمانی ہو شادمانی'' نومی اور زویا ڈانس کر رہے تھے۔ بھی اماں اور بھائی بھابی پیچھے رہ گئے' امی ممتا بھری نظروں سے ان کو دیکھتے ہوئے ان کی بلائیں اتار رہی تھیں۔

''لیں! اب آئے گا مزہ۔ یہ اویس بڑا اترایا کرتا تھا۔ ہماری بھابی امریکا سے آئی ہیں' گرین کارڈ ہے ان کے پاس۔ سچ زویا' اس قدر شو مارا کرتا تھا۔''

''جو آپ کو بڑے زور سے لگا کرتی تھی' ہے ناں؟''

''اور نہیں تو کیا' اب تو جناب اس سے زیادہ میں شو ماروں گا کہ جی ہماری بھابی لندن میں پیدا ہوئیں' پلی بڑھیں' وہیں پڑھا۔ اور اتنی ماڈ ہیں کہ حد نہیں۔'' (اس کے لہجے میں سرشاری جھلک رہی تھی)

نومی اور زویا اپنے اپنے دوستوں جن کی امریکا یا لندن پلٹ بھابیاں تھیں کی باتیں کر کے نقلیں اتار اتار کر ہنس رہے تھے۔

''وہ تو ہے ان لوگوں سے۔ امی جان! فرحان اور عائشہ آ کب رہے ہیں تا کہ ان کے استقبال کے انتظامات کیے جائیں؟''

''ہاں بیٹا! کہہ رہے تھے کہ ایک ہفتے تک فرحان اور عائشہ پاکستان کے لیے روانہ ہوں گے' وہ بعد میں کنفرم کریں گے۔''

''واٹ......؟ صرف ایک ہفتہ امی جان! یہ ایک ہفتہ تو بہت کم ہے ان کی تیاری کے لیے۔'' زوہا نہ جانے کن تیاریوں کے بارے میں کہہ رہی تھی۔

''ہاں بیٹا' کہہ تو تم بالکل ٹھیک رہی ہو' ایک ہفتہ تو بہت کم ہے۔ وہ لندن میں پیدا ہوئی' وہیں ماحول کی پروردہ ہے تو ہمیں اس کے استقبال کی بھی کچھ ایسی ہی تیاری کرنا پڑے گی ناں۔ پہلے تو ثانیہ بیٹی' تم بازار چلی جاؤ۔'' امی نے اب تک خاموش کھڑی ثانیہ کو برملا کہا۔

''ہائے امی جان! کیا میں اتنی ہی جاہل اور بری دکھتی ہوں کہ آپ کی لندن پلٹ بہو کا سامنا کرنے کے قابل نہیں؟''

''ارے...... بیٹا' یہ بات نہیں' میرا مطلب یہ ہے کہ تم اور زویا جا کر عائشہ کے لیے خریداری کر لو۔ وہ وہیں کے ماحول کے مطابق لباس پہننے کی عادی ہو گی۔ اب یہاں کے رواج ہماری بہو کنواری کے کپڑے تو پہننے سے رہی۔ شروع میں تو اس کو اس کے ویسے ہی ماحول اور لباس میں رکھیں گے' بعد میں آہستہ آہستہ وہ خود ہی ہمارے رنگ میں رنگ جائے گی۔ دیکھنا یہاں آ کے وہ جینز جیکٹ' ٹی شرٹ پہننا بھول کر خود سے غرارے شرارے اور ساڑیاں پہننا پسند کرے گی لیکن شروع میں ہمیں اس کا خیال رکھنا چاہیے کہ وہ ہماری خاطر اپنا گھر' والدین سب چھوڑ کر آ رہی ہے تو ہماری کسی بات سے اس کی دل آزاری نہ ہو۔ ٹھیک ہے نا بیٹا؟'' امی نے پیار سے سمجھایا۔

''ارے امی جان! آپ فکر ہی نہ کریں۔ عائشہ جیسے رہنا چاہے گی' ہم اس کا اتنا خیال رکھیں گے کہ وہ اپنے گھر والوں کو بھول جائے گی۔''

''جی امی! بالکل ہماری بیگم بالکل درست کہہ رہی ہیں۔ ہماری محبت پا کر عائشہ بھی اپنے گھر والوں کو بالکل ایسے ہی بھول جائے گی جیسے یہ خود اپنے گھر والوں کو بھول گئی ہیں۔ سچ امی! آپ کے لیے منہ روز لے کر جا

ہوں میں انہیں اپنی سسرال پھر بھی کچھ دیر پہلے کہہ رہی
تھیں، فیضی! آپ کتنے برے ہیں، پورے پھوہڑ ہیں گھنّے
ہو گئے، آپ مجھے اپنی سسرال نہیں لے کر گئے۔ ان کو
میری سسرال اتنی اچھی لگتی ہے کہ اپنی سسرال میں دل ہی
نہیں لگتا ان کا۔"

فیضان نے منہ بگاڑ بگاڑ کر ثانیہ کی نقل اتاری تو ثانیہ
خفا ہو کر امی سے لپٹ گئی۔

"دیکھ رہی ہیں امی آپ، ہر روز خود ہی کہہ رہے
ہوتے ہیں، یار! اچھی چیز کھانے کو دل چاہ رہا ہے، آؤ
تمہیں اپنے سسرال لے جاؤں اور اب.....؟"

"بھئی! مان لیا..... مان لیا، آپ دونوں بہت
استاد ہیں۔ اب تو نئی آرٹسٹ آنے والی ہیں، اب ان کی
پرفارمنس بھی تو دیکھنی ہے کہ نہیں۔"

"نومی! بری بات ہے بیٹا!" امی نے گھورا۔

"بری بات کیا امی جان! اب تو مزہ آئے گا ہماری
انگلش بھابی آئیں گی۔"

"وہ انگلش نہیں بدھو، پاکستانی ہیں۔" زوہا نے ٹوکا۔

"تھینکس فار دی انفارمیشن۔ بائی دا وے جو کچھ
بھی اس چڑیا کا نام ہے اوکے امی، تو میں کہہ رہا تھا کہ
ہماری انگلش بھابی انگریزی میں ان کو کھری کھری سنایا
کریں گی اور بے چاری میری پیدل بھابی اور ان پڑھ
بہن اترایا کریں گی کہ ان کی تعریف ہو رہی ہے۔ میں تو
کہتا ہوں آپ لوگ بھی اے بی سی سیکھ ہی لیں تو بہتر
ہے۔ ورنہ وہ کہیں گی مغرب کی، آپ سنیں گی مشرق کی۔
وہ کہیں گی شٹ اپ اور ہماری زوہا خوشی سے پھول کر
کہے گی مکرر ارشاد۔" نومی حسب عادت بہن اور بھابی کو
چھیڑ رہا تھا۔ امی اور فیضی ہنسے جا رہے تھے اور اس وقت
بھی نومی کے کان بھابی کے ہاتھ میں تھے۔

"کالا ڈوریا کنڈے نال اڑھیائی اوئے کہ چھوٹا
دیورا بھابی نال لڑیا ای اوئے۔ اس لیے سدھر جاؤ اس کے
آنے سے پہلے۔"

"ارے بھئی، تم لوگ اپنے جھگڑوں میں پڑ گئے
ہو۔ آؤ سب پہلے ولیمے کا پروگرام بنا کر کارڈ چھپنے کے
لیے دے دیں۔ بہت کام ہے ابھی۔"

"ارے واہ بھائی، ولیمہ تو بہت دھوم دھام سے
کریں گے۔ میں تو اپنے سب دوستوں کو بلواؤں گا اپنی
انگلش بھابی دکھانے کے لیے۔"

"اور میں تو ..... ماریہ اور ندا کو ضرور بلواؤں گی،
پوری بی بی سی ہیں۔ دیکھنا، مجھے پھر کسی اور کو کچھ بتانے کی
ضرورت نہیں پڑے گی۔ پورے کالج میں اس خبر کا
اشتہار لگ جائے گا کہ زوہا کی بھابی لندن سے آئی
ہیں؟" زوہا اپنے دوستوں کا گویا مذاق اڑا رہی تھی۔

"امی! ولیمہ ہوٹل میں نہ کیا جائے..... کیا خیال ہے
آپ کا؟"

"فیضی، میری جان! جیسے چاہو اس خوشی کو مناؤ، مجھے
تو تم لوگوں کو بس خوش دیکھنا ہے۔" امی نے ساری ذمے
داری فیضان اور ثانیہ پر ڈال دی۔

"ویسے کیا خیال ہے، بھابی کیسی ہوں گی؟" زوہا
چشم تصور میں اس کو انگلش گرل کے روپ میں دیکھ رہی
تھی۔

"میں بتاتا ہوں، بالکل میری طرح ہوں گی یعنی دو
آنکھیں، گہری نیلی جھیل جیسی..... ایک ناک ستواں
جیسی..... اور چونکہ انگلش ہیں اس لیے ہیر کٹنگ بھی
میرے ہی جیسی ہو گی۔"

"لیکن! عقل سے پیدل تمہاری طرح ہرگز نہیں
ہوں گی۔"

"بھئی، بچو! اب لڑنا جھگڑنا بند کرو اور بھابی بھائی
کے ساتھ پروگرام بناؤ۔" امی وہاں سے اٹھ کر آ گئیں اور
وہ لوگ رات گئے تک عائشہ کے استقبال کی تیاریاں
کرتے رہے۔

"بھئی! کچھ بھی ہو بھائی کا کمرا تو میں ہی سجاؤں
گا۔" نومی نے باقاعدہ کھڑے ہو کر اعلان کیا۔

"اچھا! وہ کس خوشی میں؟" زوہا کو اعتراض ہوا۔

"اس خوشی میں کہ میں جانتا ہوں کہ ایک لندن میں
پیدا ہونے والی اور پلی بڑھی، پڑھی لکھی لڑکی کا کمرا کیسے
سجانا چاہیے۔ وہ کیا پسند کرتی ہو گی؟"

"ارے واہ بھائی! آپ کو تو ساری معلومات
ہیں..... مگر آپ یہ سب جانتے کیسے ہیں؟" بھابی نے

اسے چڑایا۔

"ویری سمپل بھابی جان! یہ کسی جنم میں انگلش گرل رہ چکی ہیں۔"

"جی...... ہاں...... کیا جی نہیں...... تو میں دیکھ لوں گا۔"

زوہا نے اتنی بے ساختگی سے بات کہی کہ نومی اسی بے بسی سے اس کی ہاں میں ہاں ملا کر پھر شرمندہ ہو کر اس کا ہاتھ مروڑنے لگا۔

"تو چلو یہ طے ہوا کہ کمرا نومی سیٹ کرے گا، تم اور زوہا عائشہ کی شاپنگ کروگی۔"

"اور آپ...... آپ کیا کریں گے؟" ثانیہ نے شوہر کو گھورا۔

"بھئی...... بار بردار گدھوں کو ہانکنے کے لیے لاٹھی چلانے والا بھی تو کوئی ہونا چاہیے۔ کیوں نومی!" فیضی نے شرارت سے نومی کو دیکھا جو بھائی کی بات سمجھے بغیر چہکا۔

"جی بھائی، بالکل درست کہا آپ نے...... ایں لیکن...... کیا مطلب آپ کا؟" بات سمجھ کر وہ غصے سے جاتے جاتے پلٹا۔

"جی! میرا وہی مطلب ہے جو آپ سمجھے ہیں۔"

☆☆☆

ایک ہفتہ بہت کم تھا، ہر کوئی مصروف تھا کام میں۔ فیضی نے اپنے حصے کا کام بھی یعنی کارڈ چھپوا کر تقسیم کر ڈالے تھے۔ نومی کمرا سجانے کے لیے اپنے دوست سے بھی ملا تھا اور اس سے مشورے لے رہا تھا کہ ایک ایسی لڑکی جو لندن میں پلی بڑھی ہو، تعلیم یافتہ ہو، جو ایک بار بھی پاکستان نہ آئی ہو اور جس کی پسند و ناپسند بھی معلوم نہ ہو اس کا کمرا کیسے سجایا جائے کہ وہ خوش ہو جائے اور یہی حال زوہا اور ثانیہ کا تھا۔ ہر روز شاپنگ کر کے تھک جاتیں۔

"کیسے امی! آپ کو اپنی بہو کی شاپنگ پسند آ رہی ہے ناں۔ آپ یہ شرٹ اور ٹراؤزر دیکھیے، اچھا ہے ناں؟" ثانیہ نے ایک ٹی شرٹ اور ٹراؤزر امی کو دکھائے۔

"ارے بیٹا! مجھے ان چیزوں کی کیا پہچان ہے۔ ٹھیک ہے اس کو پسند آنے چاہئیں۔ میں تو بس یہ چاہتی ہوں کہ وہ یہاں آ کر اداس نہ ہو، کوئی کمی اسے محسوس نہ ہو۔ شروع میں تو ٹھیک ہے پھر آہستہ آہستہ میں اپنی پسند کے کپڑے اس کے لیے بنوایا کروں گی۔ خوب کڑھائیوں والے بھاری گوٹے کناری والے۔" امی نے محبت سے کہا۔

"امی! یہ ٹی شرٹ اور جینز میں نے خریدی ہے اپنے لیے۔"

"تو کیسے امی! بی مینڈکی کو بھی زکام ہونے لگا۔ دیسی بندریا، دیسی لباس میں ہی سوٹ کرتی ہے۔" نومی نے بیچ میں آ کر کپڑے اچک لیے۔

"امی، دیکھیے ناں اس کو۔ اب تو جب بھی کچھ عرصے تک بھابی کا ساتھ تو دینا پڑے گا ناں۔"

"اب جھگڑا ختم کرو، جس کی جو خوشی ہے پوری کرو۔" امی نے جھگڑا اسمیٹ دیا۔

"اچھا امی بس ذرا فیضی کو بھی شاپنگ دکھا دوں۔" ثانیہ اپنی ساری شاپنگ کی چیزیں لے کر اپنے کمرے میں آ گئی۔

"کیا بات ہے، شاپنگ کر کے بہت تھک گئیں ہماری بیگم صاحبہ!" بیگم کو دیکھ کر فیضی نے کتاب ایک طرف رکھ دی تو وہ بیڈ پر ڈھیر ہو گئی پھر آہستہ آہستہ ساری چیزیں دکھا دیں۔

"دوسروں کی شاپنگ وہ بھی ان کی پسند و ناپسند جانے بغیر، کوئی آسان کام ہے، اس زوہا کی بچی نے تو گھما گھما کر تھکا دیا۔ اسے تو نئی بھابی کے لحاظ سے کوئی چیز پسند ہی نہیں آ رہی تھی۔ بہت ایکسائیٹڈ ہے اپنی لندن پلٹ بھابی کے لیے۔" ثانیہ نے تھکن سے بھرپور جمائی لی۔

"ارے...... وہ تو آپ کے لیے بھی بہت ایکسائیٹڈ تھی حالانکہ آپ ہمارے گلے کا مقامی ہار تھیں۔ بھابیوں کو بہانہ چاہیے نند کی برائی کرنے کا۔" فیضی نے جو بیگم کو سست ہوتے دیکھا تو ذرا تیلی دکھا دی اور وہ ہو گئیں چارج۔

"ارے! اس میں زوہا کی برائی کا کون سا پہلو نظر آ گیا

آپ کو اور دوسری بات یہ کہ بڑا افسوس ہو رہا ہے مقامی ہار کو گلے میں ڈالنے کا؟" وہ خفا ہوئی تو فیضی شوخ ہو گئے۔

"ہے تو..... مگر اب کیا کیجئے کہ گلے پڑا ڈھول تو بجانا ہی پڑے گا ناں۔ خیر یہ بتایئے آپ نے اپنے لیے بھی کچھ خریدا کہ جلے دل سے دیورانی اور نند کی شاپنگ ہی کرتی رہیں؟" فیضان نے جلتی پر پھر تیل ڈالا مگر ثانیہ نے زیادہ اثر نہیں لیا اور اپنی شاپنگ دکھانے لگی۔

"اچھا..... بتایئے یہ جینز اور ٹی شرٹ کیسی ہے؟"

فیضان نے جینز اور شرٹ کو دیکھا اور برملا جواب سے نوازا۔ "ارے! کمال کرتی ہیں بیگم یہ میرا سائز نہیں، بہت بڑی ہے۔"

"اوہو! کس قدر خوش فہمی ہے۔ یہ آپ کی نہیں، میری ہے۔"

"کک..... کک..... کیا کہہ رہی ہیں بیگم آپ؟ اب اس بڑھاپے پر آپ یہ جینز اور شرٹ چڑھائیں گی؟ کچھ تو خیال کیجئے، یہ لباس اور یہ عمر؟"

"کیا مطلب ہے آپ کا، دیورانی جی اس لباس میں گھومیں گی اور ہم..... ہرگز نہیں میں نہیں چاہتی وہ ہمیں جاہل پینڈو سمجھے۔"

"تو یوں کہیے ناں، دیورانی سے مقابلے کی تیاری ہو رہی ہے؟"

"کچھ بھی سمجھ لیجیے" ثانیہ نے شانے اچکا کر سامان سمیٹ لیا۔

☆☆☆

"دیکھیے امی جان! عائشہ کے کمرے کی ہر چیز نئی ہے، کیا کارپٹ پردے، سب کچھ....."

"خوش رہو بہو! اللہ تعالیٰ تم لوگوں کو اسی طرح پیار و محبت سے رہنا نصیب فرمائے، آمین!"

اسی طرح پیار بھری نوک جھوک میں اور تیاریوں میں وقت گزرنے کا پتا بھی نہ چلا اور آج وہ وقت آ گیا تھا جس کی انہوں نے اتنی تیاریاں کی تھیں اور انتظار کیا تھا۔ عائشہ کو دیکھنے کے لیے سب بے قرار ہو رہے تھے جب فرحان اور عائشہ کا رشتہ طے ہوا تھا، اسی دوران تو فرحان کے والد کے انتقال کا سانحہ ہو گیا، اس لیے انہوں نے عائشہ کی کوئی تصویر وغیرہ بھی نہ منگوائی نہ دیکھی..... آج ہی اسے دیکھنا تھا کہ لیے سب انگلش اسٹائل ہی میں تیار ہوئے تھے۔

☆☆☆

وہ سب لندن پلٹ بھائی اور بہو کے انتظار میں ائرپورٹ پر کھڑے تھے۔ سب کے چہرے خوشی سے چمک رہے تھے اور دل عجیب سے احساسات سے دھڑک رہے تھے۔

"امی! آپ ناں ذرا تحمل سے کام لیجیے گا، یہ نہ ہو دیسی انداز میں لپٹا کر سر ماتھا چوم کر پیار کرنے لگیں، ہو سکتا ہے ان کو پسند نہ آئے۔"

"ندرت درست کہہ رہی ہے امی جان! اس کا ہیئر اسٹائل بھی تو خراب ہو سکتا ہے۔"

"اچھا بابا نہیں کروں گی دیسی طریقے سے پیار آنے تو دو۔"

"یار نومی! تم بتا رہے تھے کہ تم نے اپنی بھابی کی تصویر بھی نہیں دیکھی پھر کیسے پہچانو گے؟" نومی کے دوستوں کو بھی بڑا تجسس ہو رہا تھا۔

"احمق ہیں آپ اول درجے کے۔ فرحان بھیا ساتھ ہوں گے۔ یوں بھی بہار کو کسی تعارف کی ضرورت نہیں ہوتی۔"

"لو بھئی! جہاز کی آمد کی اناؤنسمنٹ ہو رہی ہے، لاؤ دلہن کے ہار پھول....."

"امی! یہ ہار پھول یہاں کی دلہنوں کا سنگھار ہیں، آپ نے بلاوجہ ہی....."

"ارے بیٹا، دلہن کہیں کی بھی ہو، ہار پھولوں کے زیور ان کی کمزوری ہوتے ہیں اور پھر خوشبو کس کو اچھی نہیں ہوتی؟"

پھر مسافر آنا شروع ہو گئے۔ ان لوگوں کے دلوں کی دھڑکنیں تیز ہو گئیں۔

"یار نومی، دیکھنا کہیں یہ تو تمہاری بھابی نہیں؟" اس کے دوست نے ایک فارنر لڑکی کو آتے دیکھ کر کہا۔

"ارے نہیں یار! یہ تو کوئی تھکی ہوئی انگلش گرل ہے"

"میری بھابی دیکھنا کیا چیز ہوں گی۔" نومی نے اترا کر کہا اور نظریں مسافروں پر جما دیں۔

"یہ ہمارے دولہا اور دلہن کہاں رہ گئے؟" زوہا ثانیہ کو بہت بے قراری ہو رہی تھی' امی دعائیں کر رہی تھیں۔

"وہ رہی...... وہ رہے فرحان بھیا!" نومی ایک دم چلایا۔ فرحان آ رہا تھا' ساتھ میں بہت ہی حسین سی انگریز قسم کی لڑکی تھی۔ زوہا اور ثانیہ اچھل پڑیں' اپنے اپنے حلیے درست کرنے لگیں۔

"ہائے کتنی حسین ہیں عائشہ بھابی! بھابی جان دیکھیے گا ہم نے جو ان کے سائز کی شاپنگ کی ہے ناں جینز اور شرٹ وغیرہ کی' ایک دم فٹ آئیں گی ان کو۔"

"ماشاء اللہ چشم بددور' چاند سورج کی جوڑی لگ رہی ہے۔" امی نے دور سے بیٹے بہو کی بلائیں اتاریں۔

"سچ...... فیضی! مجھے تو عائشہ کو دیکھ کر احساس کمتری ہونے لگا۔" ثانیہ خود میں سمٹ گئی۔ وہ سانولی مگر پرکشش چہرے والی عائشہ کے سامنے خود کو مزید کم سمجھنے لگی۔ عائشہ اور فرحان چلتے قریب آ رہے تھے پھر اچانک یہ ہوا کہ وہ انگلش گرل جسے وہ سب لوگ عائشہ سمجھ رہے تھے' وہ کسی دوسری طرف نکل گئی۔

"ارے...... نومی' تمہاری بھابی کہاں گئیں؟" سب سے پہلے نومی کے دوست چونکے جو وہ دل ہی دل میں بڑے مرعوب ہو رہے تھے اور ذرا سا جیلس بھی کہ اس کی لندن پلٹ بھابی آ رہی ہے مگر جب انگلش بھابی دوسری طرف چلی گئی تو وہ اس کی طرف گھومے جو خود پریشان ہو گیا تھا' فرحان اکیلا آگے بڑھ رہا تھا۔ اس لڑکی کے دوسری طرف چلے جانے سے سب پریشان ہو گئے تھے۔

"السلام علیکم امی جان!" فرحان ماں سے آ لگا۔

"وعلیکم السلام میرے چاند' جیتے رہو' بھئی میری عائشہ بہو کہاں ہے؟" امی کی بے قرار نظروں نے بہو کو تلاش کیا۔

"بھیا! بھابی کہیں نظر نہیں آئیں۔" زوہا آگے بڑھی۔

"دیور جی! ہماری دیورانی کہاں ہے؟" ثانیہ نے فرحان کو دیکھا۔

"فرحان...... یہ کیا حرکت ہے بہو کہاں ہے؟ عائشہ کہاں گئی ہے؟ ابھی تو تمہارے ساتھ چلتی آ رہی تھی' باتیں کر رہی تھی تمہارے ساتھ اور اب وہ غائب ہو گئی؟"

فرحان کی خاموشی پر سب کو گھبراہٹ ہونے لگی تو فیضان نے ڈپٹ کر پوچھا۔

"کمال کرتے ہیں آپ لوگ بھی۔ وہ عائشہ نہیں تھی ایک برٹش گرل تھی' پہلی بار پاکستان آئی تھی' کچھ معلومات لے رہی تھی۔"

"اچھا تو...... پھر ہماری بہو عائشہ کہاں ہے؟" امی نے پوچھا تو فرحان ان ہی قدموں پر پیچھے گھوما اور چند ہی قدم کے فاصلے پر کھڑی ایک نقاب پوش لڑکی کو اشارہ کرنے لگا' جس کی صرف آنکھیں ہی نظر آ رہی تھیں۔ ہاتھوں پر بھی گلوز تھے۔

"آؤ عائشہ! اپنے سسرال والوں سے ملو۔"

شوہر کا حکم چابی بن کر عائشہ میں گھوما تو وہ دھیرے دھیرے قدم اٹھاتی ان کی طرف بڑھنے لگی۔ امی' بھابی فیضی اور خاص طور پر زوہا اور نومی کو خالصتاً فلمی جھٹکے لگے۔ انگلش بھابی اور بہو یوں نقاب میں چھپ گئی تو جہاں ان لوگوں کے ارمانوں پر اوس پڑ گئی' وہاں ایک شرمندگی اور ندامت نے آن گھیرا۔ وہ جسے لندن پلٹ سمجھ کر بن دیکھے اس کے رنگ میں رنگ گئے تھے۔ وہ خالصتاً مسلم اور پاکستانی روپ میں سامنے آئی تھی۔

"السلام علیکم امی جان!" کہاں وہ سب اپنی اپنی انگریزی درست کر رہے تھے۔ عائشہ کا شستہ لہجہ' انداز سب ایک دوسرے کو دیکھ کر رہ گئے۔

"وعلیکم السلام! میری بہو' میری بیٹی' جیتی رہو۔ سدا سہاگن رہو۔" لندن پلٹ بہو کو سر سے پیر تک پردے میں دیکھ کر امی شرمندہ سی ہو گئیں۔ اپنے ہیئر اسٹائل اپنے میک اپ کا سوچ کر وہ بیٹیوں کے سامنے اور بہو کے سامنے شرمندہ ہو گئیں۔

"یہ ثانیہ بھابی ہیں عائشہ اور یہ آپ لوگوں کی اکلو

نند زوہا اور یہ نٹ کھٹ دیور نومی! بڑے بھیا سے تم مل چکیں۔"

اب فرحان نے باقی سب کا تعارف کروا دیا۔ ثانیہ خود میں سمٹ گئی۔ زوہا بھی پھیکی اور کھسیانی سی مسکراہٹ کے ساتھ ملی۔ نومی تو خاصا بدمزہ ہوا تھا کیونکہ اس نے دونوں کی دبی دبی کھی کھی سن لی تھی اور سرگوشیاں بھی سنی تھیں۔

"یار دیکھ! ذرا نومی کی حالت دیکھ، مرا جا رہا ہے اب شرمندگی سے۔"

"کتنا اترا رہا تھا کہ میری بھابی لندن میں پیدا ہوئیں وہیں پلی بڑھیں اور اتنی تعلیم یافتہ ہیں۔"

"یار! لگتا ہے ان کی بھابی کا لندن چیچہ وطنی میں واقع ہے۔"

"لگ تو ایسا ہی رہا ہے۔"

"بھابی! یہ کیا عائشہ بھابی لندن سے تو نہیں لگ رہیں کسی بہت ہی پسماندہ گاؤں سے آئی ہیں۔ شکر ہوا میں نے ائرپورٹ پر اپنے کسی دوست کو نہیں بلایا۔ خاص طور پر بی بی کی ان نمائندہ..." زوہا ثانیہ کے کان میں سرگوشی کر رہی تھی جس کو ذرا تسلی ہوئی تھی۔

"چلو بھئی اب باقی کی بڑ اس گھر جا کر نکالنا"، فیضی نے زوہا اور ثانیہ کو دیکھا۔

"ارے بھئی، نئی دلہن کو تو پکڑو"، امی اپنی جگہ سخت نادم ہو رہی تھیں، اپنے حلیے کی وجہ سے انہوں نے چپکے سے ٹشو سے اپنی لپ اسٹک صاف کر دی تھی اور گاڑی تک آتے آتے ہیئر اسٹائل کو بھی درست کر چکی تھیں اور اب سر پر ساڑی کا پلو ڈالے بہو کو پکڑے کہہ رہی تھیں۔

"ارے امی جان! اب یہ دلہن کہیں نہیں جائے گی اب اس کو پکڑنے کی ضرورت نہیں، چلیں آئیں"، فرحان نے امی کے لیے دروازہ کھولا، ساتھ ہی عائشہ کو بٹھا دیا۔

☆☆☆

"یار! قسم سے بہت ہی بور کیا ہے ان نئی بھابی نے تو...... سارے دوست طرح طرح کی باتیں بنا رہے تھے۔"

"تو کیوں ماری تھی اتنی شو، شکر ہے میں نے کوئی بھرم نہیں مارا تھا۔"

"خاموش خبردار جو کسی نے کوئی الٹی سیدھی بات کی ہو۔ عائشہ کا حلیہ، انداز، یہ سب ہمارے لیے تو باعثِ ندامت ہونا چاہیے کہ اپنے ملک میں رہ کر ہمارے کچھ ڈھنگ ہیں اور وہ فرنگیوں کے درمیان رہ کر اتنی پکی اور سچی مسلمان لگے۔ ان لڑکیوں نے بلاوجہ ہی مجھے بھی بیٹے بہو کے سامنے شرمندہ کر دیا۔"

"ویسے امی! عائشہ تو نہیں زوہا اور ثانیہ لگتا تھا لندن سے آئی ہیں۔ شرم آنی چاہیے آپ لوگوں کو"، فیضی نے بیوی کو گھورا۔ عائشہ کو فی الحال ڈرائنگ روم میں ہی بٹھایا گیا تھا اور خود یہ لوگ دوسرے کمرے میں باتیں کر رہے تھے۔

"چلو اب عائشہ کے پاس چلو، وہ اکیلی ہے"، امی خود بھی اٹھ گئیں اور ان کو بھی لے گئیں۔

"شٹ یار! مجھے کیا خبر تھی کہ ہماری لندن پلٹ بھابی ایسی ہوں گی۔ میں نے تو ان کا کمرا بالکل ہی مغربی انداز میں سجایا ہے۔"

نومی کو یہ سوچ سوچ کر کوفت ہو رہی تھی کہ اس نے کمرا مغربی انداز میں سجایا تھا اور بھابی مشرقی نکلی تھیں۔

"کچھ...... لوگ حالات کے قیدی نہیں ہوتے۔" ثانیہ اپنی رائے دیتی اٹھ کر دلہن کے پاس آگئی۔ جو اب بھی پرتکلف انداز میں بیٹھی تھی۔

"ارے بھئی دلہن جی، اب تو رخِ روشن سے نقاب الٹ دیجیے۔ یہ آپ کا اپنا گھر ہے، اپنے لوگ ہیں۔"

"جی بھابی! آپ ٹھیک کہہ رہی ہیں، میں اپنے کمرے میں جانا چاہتی ہوں۔"

"ہاں ہاں...... کیوں نہیں، چلو۔" بھابی فوراً تیار ہوگئیں تو نومی اچھل کر سامنے آ گیا۔

"بھابی جان! آپ بھی کمال کرتی ہیں، ایک کمرا کیا سارا گھر ان کا ہی تو ہے۔ کچھ بھی ہو یہ ابھی اپنے کمرے میں نہیں جا سکتیں۔"

نومی چاہتا تھا کہ ان کے جانے سے قبل وہ کمرا پھر درست کر دے۔

"کیوں...... میاں، تم نے ہمارے کمرے کے

ساتھ کوئی شرارت تو نہیں کی ......" بھیا جان نے چھوٹے
بھائی کو جانچتی نظروں سے دیکھا مگر وہ کیا جانے کہ اصل
بات کیا ہے۔ نوی نے کھسیا کر نظریں چرائیں اور پھر نوی
وہیں بیٹھا رہ گیا۔ ثانیہ اور زوہا عائشہ کو لے کر اس کے
کمرے تک گئیں تو جیسے ہی دروازہ کھلا' ثانیہ اور زوہا
کمرے کی سیٹنگ' آرائش اور ڈیکوریشن دیکھ کر ایک
دوسرے کو دیکھ کر رہ گئیں۔ دیواروں پر مغربی اداکاروں
اور گلوکاروں کی بڑی بڑی تصاویر آویزاں تھیں جن میں
میڈونا اور جیکسن کی نمایاں تھیں۔

"یہ ...... یہ سب نوی نے کیا ہے۔ سچ' بہت
ایکسائیٹڈ ہو رہا تھا وہ۔ تمہارے لیے ضد کر کے اس نے
بڑی محبت سے ساری رات لگا کر کمرا تیار کیا ہے......
تت ...... تمہیں کیسا لگا؟"

ثانیہ نے جھٹ صفائی دی تو عائشہ نے محبت سے ان
کا ہاتھ تھام لیا۔

"محبت کے رنگ کس کو اچھے نہیں لگتے بھابی! محبت
کے رنگوں ہی سے تو کائنات رنگین اور حسین ہے۔"

عائشہ [illegible] ٹی وی اور [illegible] سسٹم کو
دیکھتے ہوئے [illegible] تو اس ہی [illegible]
کرے [illegible] پھیل گئیں۔

"بھابی! آپ کی اردو کتنی اچھی ہے اور لہجہ اتنا
صاف ہے کہ......" زوہا متاثر ہو گئی۔

"زوہا! کسی بھی غیر مسلم ملک میں رہنے والے
مسلمانوں کو اپنی بقا کی جنگ لڑنے کے لیے اپنے مذہب
اپنی زبان اور پہناوے کی دیکھ بھال کی جو ضرورت ہوتی
ہے وہ کہیں اور نہیں۔"

"چلو عائشہ' تم اب فریش ہو کر آ جاؤ۔"

"جی بہتر!" عائشہ اٹھ کر واش روم میں چلی گئی۔

"بات سنو زوہا! ہم لوگوں نے کتنی حماقت کا ثبوت
دیا ہے سارے مغربی لباس بنائے ہیں اس کے لیے' یہ
نہیں کہ چند جوڑے تو پاکستانی بنا لیتے۔ امی کہتی بھی رہیں
اور ہم نے ایک نہیں سنی اب وہ کیا پہنے گی؟"

ثانیہ کو اپنی غلطی کا احساس ہونے لگا کہ دلہن کے
دیسی لباس نہیں بنائے تھے۔

"واقعی بھابی! یہ تو بہت بڑی حماقت ہو گئی ہم
سے۔ ہم نے بھی تو اپنے [illegible] پھوہڑپن کا ثبوت دیا ہے [illegible]
تو شادی سے پہلے ان لوگوں سے کوئی بات کی اور نہ [illegible]
زوہا کو بے حد شرم آ رہی تھی۔

"چلو ایسا کرتے ہیں' تم اپنے نئے شلوار سوٹ
اور [illegible] میں نئی ساڑیاں لا کر اس کی الماری میں رکھ دیتی
ہوں۔ کچھ تو بھرم رہ جائے گا۔"

بات تو بھابی کی ٹھیک تھی اس لیے دونوں [illegible]
نئے کپڑے لے آئیں اور عائشہ کی الماری میں ٹانگ
دیے اور جینز اور ٹی شرٹ' اسکرٹ [illegible] غائب
کر دیے۔

عائشہ ابھی تک واش روم ہی میں تھی غالباً وہ نہا کر
[illegible] جانے لگیں۔

"ارے بھابی جان' آئیں ناں' جا کیوں رہی ہیں؟
زوہا آؤ۔"

دونوں نے اس کی آواز پر پلٹ کر دیکھا تو دونوں کو
کئی جھٹکے لگے۔ عائشہ گہرے رنگ کے کوٹا [illegible]
غرارے میں بے حد [illegible] لگ رہی تھی۔ پہلی بار وہ ان
[illegible]

"ماشاء اللہ۔ عائشہ بھابی [illegible]
بھابی!" زوہا عائشہ سے لپٹ گئی۔

"ارے! ایسی [illegible] احساس کمتری ہونے
[illegible]" ثانیہ نے شرمندہ سی شکل بنائی تو عائشہ نے [illegible]
ساتھ لگا لیا۔

"آپ کو کیا خبر' آپ کتنی حسین ہیں بھابی!"

"عائشہ بھابی ...... یہ کپڑے ......" ثانیہ اور زوہا کا
ایک ہی سوال تھا۔

"یہ سب میری امی نے بنائے ہیں۔ ویسے بھی مجھے
غرارے ساڑی بے حد پسند ہیں بلکہ امی نے آپ
اور زوہا کے لیے بھی ایسے ہی کپڑے بنا کر بھیجے
ہیں۔" عائشہ بتا رہی تھی اور وہ دونوں پانی پانی ہو رہی
تھیں۔

"لندن جیسے ملک میں رہ کر یہ سب' حیرت ہے
[illegible]" ثانیہ ندامت کے احساس سے کھڑی ہو گئی۔

☆☆☆

عائشہ ان سب کی سوچ سے بالکل برعکس نکلی تھی اسی لیے سب خوشی سے زیادہ حیرت زدہ نظر آ رہے تھے۔ فیضان نے ولیمے کا بہترین انتظام کیا تھا۔

”اور نومی میاں، تمہیں جن جن دوستوں کو بلانا ہو بلا لینا، تم ہی زیادہ ایکسائیٹڈ ہو رہے تھے“ فیضان نے نومی کو دیکھا۔

”جی! اب نہیں ہوں ایکسائیٹڈ، نہ ہی مجھے کسی دوست کو بلانا ہے۔“

کچھ عجیب سا نومی منہ بنا کر بولا تو فیضی اور امی ہنس دیے کیونکہ اس نے سوچا تھا کہ وہ بھی عائشہ کی وجہ سے لندن چلا جائے گا اور بھی بہت سے خواب دیکھ ڈالے تھے اس نے، جن پر اوس پڑ گئی تھی۔ عائشہ سب کچھ بہت اچھی طرح سمجھ رہی تھی، اس وقت بھی وہ جانے کن سوچوں میں گم تھی کہ فرحان آ گیا۔

”آپ کن سوچوں میں گم ہیں بیگم صاحبہ!“ فرحان نے اسے دیکھا تو وہ ایک دم سیریس ہو گئی۔

”یہاں آتے ہی میری سوچ کا آسمان اتنا وسیع ہو جائے گا فرحان، یہ تو میں نے سوچا بھی نہیں تھا۔“

”ہی ہی… اور اتنا گہرا فلسفہ! آپ ہمیں اپنی سوچ کے آسمان کی سیر کرائیں گی؟“

”ایک بات کہوں فرحان، مائنڈ تو نہیں کریں گے؟“

”اجی کیا بات کرتی ہیں بیگم صاحبہ، ہمارا دل، جگر، مائنڈ تو سب آپ کو دیکھتے ہی فنا ہو گیا تھا، کچھ بچا ہوتا تو مائنڈ کرتے بھی…… پھر بھی آپ کہیے۔“

”فرحان! سب لوگ بے حد اچھے اور پیار کرنے والے ہیں مگر……“ وہ نروس لگ رہی تھی، اسے مزید کچھ کہتے ہوئے خوف آ گیا۔

”مگر…… اس کا مطلب ہے مگر کی دیوار کے پیچھے ہے کچھ اور…… ہم ہمہ تن گوش ہیں۔“

”مجھے لگتا ہے، سب کو مجھے دیکھ کر مایوسی ہوئی ہے ایسا لگتا ہے انہوں نے میرے لیے سوچا کچھ اور تھا اور میں نکلی کچھ اور ہوں شاید اسی لیے……“

”وہ تو ہمیں بھی ہوئی تھی، ہم نے سوچا تھا کہ چلو اس بہانے ایک انگلش میم ہمارے گھر آ جائے گی اور ہم بھی ماڈرن ہو جائیں گے مگر پھر…… گزارہ تو کرنا پڑے گا ناں…… دل جو ہار بیٹھے آپ کے آگے۔“

فرحان نے شوخ نظروں سے اسے دیکھا تو عائزہ نے ڈرتے ڈرتے کمرے کی آرائش اور تصاویر کو ہٹانے کا کہا تو فرحان کو کچھ اچھا نہیں لگا۔ اس کے چھوٹے بھائی نے کتنی محبت سے یہ سب کیا تھا۔

”تمہیں کچھ اندازہ ہے، نومی ساری رات لگا رہا، کتنا خوش تھا وہ اور اس نے کتنی محبت سے ہمارا کمرا سجایا ہے۔“

”میں جانتی ہوں فرحان! نومی نے کتنی محبت سے یہ سب کیا ہو گا۔ میں نے اس کی محبت کی ساری کلیاں چاہت کے سارے پھول اپنے آنچل میں بھر لیے ہیں فرحان! جن سے میرا آنچل سج بھی گیا ہے اور مہک بھی رہا ہے۔“

”پھر یہ سب اتارنے کا جواز؟“ فرحان نے ابرو چڑھائے۔

”نماز…… جی فرحان، محض نماز کی وجہ سے میں تصاویر اتارنا چاہتی ہوں کیونکہ یہ بات تو آپ بھی جانتے ہیں کہ جہاں تصویر ہو وہاں نماز نہیں پڑھنی چاہیے۔“

”ٹھیک، اور یہ میوزک سسٹم اور ٹی وی نے کیا قصور کیا ہے؟“

”دیکھیے فرحان! میوزک سے مجھے کوئی لگاؤ نہیں اور ٹی وی لاؤنج میں رکھا ہے ناں! اگر دیکھنا ہوا تو سب کے ساتھ بیٹھ کر دیکھ لیا۔ اس طرح سب کے ساتھ بیٹھنے کا موقع کیوں گنوائیں ہم؟“

وہ ہر بات اتنی مضبوط دلیل کے ساتھ پیش کر رہی تھی کہ فرحان لاجواب ہو رہا تھا۔

”اوکے بیگم صاحبہ! اور حکم……“

”استغفار…… شوہر کو بھلا حکم دیا جاتا ہے۔“

☆☆☆

عائشہ کو دیکھ کر ان لوگوں کو اپنے بہت سے پروگرام

تبدیل کرنا پڑے تھے خصوصاً اس میں اضافی کہ وہ تو بیوٹی پارلر بھی جانا نہیں چاہتی تھی۔ محض چند گھنٹوں کے لیے ہزاروں روپے کا زیاں کوئی اچھی بات نہیں تھی۔ اس بات پر ثانیہ اور زوہا ذرا چپ ہو گئی تھیں۔

''امی! اب ایسی بھی کیا، ہر موقع کی اپنی اہمیت ہوتی ہے اور شادی تو زندگی کا اہم ترین موقع ہوتی ہے۔ میں نے بیوٹیشن سے اس کے لیے ٹائم لیا ہوا ہے اور وہ کہہ رہی ہے اس کی کیا ضرورت ہے؟''

ثانیہ نے سارا غصہ اگل دیا تو نومی نے شوخی سے آ کر بات اچک لی۔

''ویسے عائشہ بھابی کہہ تو درست رہی ہیں، ان کو پارلر کی ضرورت بھی کب ہے۔ یہ پارلر، میک اپ تو آپ کی اور زوہا جیسی لڑکیوں کے لیے بنے ہیں۔''

''امی منع کیجیے اسے۔'' زوہا اسے مارنے کو لپکی مگر جب وہ بھاگ گیا تو بلی کی طرح کھمبا نوچتی امی کی طرف مڑی۔

''خیر! بات تو عائشہ کی درست ہے کہ چند گھنٹوں کے لیے ہزاروں روپے برباد لیکن میں کہتی ہوں وہ چلی جائے گی پارلر!'' اور واقعی عائشہ امی کے کہنے پر پارلر چلی گئی۔ جب ولیمے پر تیار ہو کر آئی تو سب اس کے خوابیدہ حسن کو دیکھ کر مبہوت سے رہ گئے۔ مگر اس کا شوہر فرحان سخت خفا تھا اس سے۔

''فرحان! آپ اتنے خفا کیوں ہو رہے ہیں؟''

''خفا نہ ہوں تو کیا کروں، آج ہمارا ولیمہ تھا، میرے سارے نئے پرانے دوست آئے ہوئے تھے۔ سب تم سے ملنا چاہتے تھے۔ بات کرنا چاہتے تھے۔ ظاہر ہے، میں ان کی بیگمات سے ملتا ہوں، بات کرتا ہوں تو وہ بھی تم سے ملنا چاہتے تھے۔ وہ اصرار بھی کرتے رہ گئے مگر مجبوراً مجھے کہنا ہی پڑا وہ برقع لیتی ہے تو احساس ہے، مجھے کتنا شرمندہ ہونا پڑا۔''

فرحان سخت برہم تھا کیونکہ دوستوں نے مذاق ہی مذاق میں بڑی چبھتی باتیں کر ڈالی تھیں۔ کچھ نے تو خود اسے ہی تنگ نظر قرار دیا تھا کہ وہ ہی اپنی دلہن کو دوستوں سے ملوانا نہیں چاہتا تھا۔ ہوا یہ تھا کہ عائشہ نے سب کے سامنے اسٹیج پر بیٹھنے سے انکار کر دیا تھا۔ کچھ لوگوں نے تو اس کے رویے کی تعریف کی تھی، کچھ ترقی پسند لوگوں کو یہ بات بد اخلاقی لگی تھی، کسی نے اسے جاہلانہ قرار دیا تو کسی نے ان لوگوں کو تنگ نظر قرار دیا جو کچھ کہا سب نے ان ہی لوگوں کو کہا۔ یہ سب دلہن کی خواہش پر ہوا ہے یہ کوئی نہیں جانتا تھا۔ جس کو بتایا گیا اس نے بھی تمسخر ہی اڑایا کہ ایسا کیسے ہو سکتا ہے کہ ایک لڑکی جو لندن میں پیدا ہوئی ہے۔ اس ماحول میں پلی بڑھی ہے تو وہ ایسی تنگ نظر ہو سکتی ہے۔ گو کہ عائشہ کے اس رویے پر برا تو سب کو لگا تھا کیونکہ سب کو طرح طرح کی باتیں سننا پڑی تھیں مگر فرحان کو تو سارے حقوق حاصل تھے، ڈانٹ پھٹکار کے تب ہی تو وہ ابل رہا تھا۔ عائشہ اس کے اس شدید غصے سے ڈر رہی تھی۔

''فرحان! آپ کیسی بات کر رہے ہیں۔ حق سچ بات پر ندامت کیسی؟''

''جی! آپ کا فلسفہ اور منطق لوگ نہیں سمجھتے، وہ تو یہ ہی کہہ رہے تھے کہ لڑکی مغرور ہے یا میں ہی لندن پلٹ بیوی پا کر مغرور ہو گیا ہوں اور اپنی بیوی کو دوستوں سے ملوانا گوارا نہیں کر رہا مگر ان کو کیا خبر ..... گوارا تو میں نہیں میری بیوی نے گوارا نہیں کیا۔'' فرحان نے ہاتھ اچھال دیے اور گھڑی اتار کر پٹخ دی۔

''ہاں! تو کیوں گوارا کرتی میں فرحان! ایک بات کو گوارا کیوں کرتی، میں صرف آپ کی دلہن ہوں، میرا یہ روپ، ہار سنگھار، حسن یہ سب آپ کے لیے ہے۔ آپ تعریف کریں، تنقید کریں آپ کا حق ہے۔ میں آپ کے دوستوں کے سامنے اپنا یہ سنگھار، یہ حسن لے کر کیوں جاتی؟ میں آپ کی بیوی ہوں، کوئی خوبصورت پینٹنگ نہیں جسے سجا سنوار کر نمائش کے لیے رکھ دیا۔ لوگ دیکھیں اور اپنے ریمارکس دے کر چلے جائیں۔'' عائشہ کو افسوس ہو رہا تھا کہ اس کا شوہر غلط بات پر خفا ہو رہا ہے۔

''بس رہنے دو اپنا کٹر پن، آج کل ایسا ہی ہوتا ہے شادی پر دلہن سب کے سامنے اسٹیج پر ہی بیٹھتی ہے۔ ایک تم ہی خود کو بہت بڑی چیز سمجھ رہی ہو۔ بہی وقت اور حالات

کا تقاضا اور روش ہے۔

"خدا نہ کرے فرحان! جو میں چیز خود کو کچھ سمجھوں اور جسے آپ وقت اور حالات کا تقاضا اور روش قرار دے رہے ہیں میں اسے دین سے دوری قرار دیتی ہوں۔"

"بیگم صاحبہ! اپنی سوچ اور رویے میں نرمی لائیے۔ اب آپ اپنی سسرال میں ہیں" فرحان نے جھنجلا کر سے کہا اور واش روم میں گھس گیا اور وہ کچھ سوچ کے آسمان پر تاروں کو دیکھتی رہ گئی۔

☆☆☆

عائشہ نے لندن میں آنکھ کھولی اور شادی تک وہیں زندگی گزاری مگر اس کے والدین نے خالص دینی انداز میں اس کی پرورش کی تھی اور یہ بات ذہن نشین کرائی تھی کہ یہ دنیا انسان کی عارضی قیام گاہ ہے۔ اصل فکر انسان کو اصل اور دائمی قیام گاہ کو خوبصورت بنانے کی کرنی چاہیے اور دونوں قیام گاہوں کو خوبصورت بنانے اور احسن طریقے سے زندگی گزارنے کے لیے مسلمان کو اللہ اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات کے مطابق زندگی گزارنی چاہیے۔ میکے میں والدین نے جیسا ماحول دیا، جیسی پرورش کی، سسرال میں اس سے خاصا مختلف ماحول ملا تھا۔ جن باتوں پر وہاں سختی سے تاکید کر دی جاتی تھی وہ یہاں عام تھیں۔ اذان ہو رہی ہے تو کسی کو پروا نہیں نہ بات کرنا رکتا ہے نہ ٹی وی کی آواز آہستہ ہوتی ہے۔ کھلے سر بازار جایا جاتا تھا۔ نماز کوئی پابندی سے ادا نہیں کرتا تھا۔ شاید مسلمان ملکوں کے لوگ خود کو مسلمان سمجھتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں، مسلمان ملک میں پیدا ہوئے ہیں تو بخش دیے جائیں گے، شاید اس لیے اعمال کی اتنی پروا نہیں کرتے۔ جبکہ غیر مسلم ملک میں رہنے والے مسلمان اپنے دین کی حفاظت جان دے کر بھی کرتے ہیں۔

"امی! یہاں سب کچھ ویسا نہیں ہے جیسا میں نے سوچا تھا۔ میرا گلشن پھولوں سے ضرور سجا ہے مگر کاغذی پھولوں سے، خوشبو کہاں آتی ہے؟"

فرحان بات بے بات عائشہ سے الجھ جایا کرتا تھا۔ امی سے شکایت نہیں تھی۔ اس کی باتوں سے اکثر بھابی زہرا اور نوشی بہت خفا ہو جایا کرتے تھے۔ اس روز امی کا لندن سے فون آیا تو وہ بلک پڑی۔

"دیکھو بیٹا! ایک لڑکی دو مختلف ماحول کو ملانے والا پل ہوتی ہے اور پل کو بہت مضبوط ہونا چاہیے اور جو لڑکی کا میکا ہوتا ہے ناں بیٹا وہ لڑکی کی درس گاہ ہوتا ہے۔ گھر کے استاد یعنی اس کے والدین اپنی بیٹی کی تربیت کرتے ہیں اپنے عقائد اور روایات اور اخلاقی اقدار کے تحت۔ سمجھ لو والدین بیٹی کی زندگی کو بہترین طریقے سے گزارنے کی تھیوری پڑھاتے ہیں ناں بیٹا، تو سسرال وہ تجربہ گاہ ہے، جہاں وہ اس تھیوری کو پریکٹیکلی اپلائی کرتی ہے اور جتنی اچھی تھیوری کی تیاری ہوتی ہے پریکٹیکل بھی اتنا ہی اچھا ہوتا ہے اور میری عائشہ بیٹی نے تو تھیوری کی بہت اچھی تیاری کی ہے۔۔۔۔ میں امید کرتی ہوں کہ اپنی تجربہ گاہ میں میری بیٹی فل مارکس لے کر کامیاب ہوگی ان شاء اللہ۔"

"جی امی! ان شاء اللہ ایسا ہی ہوگا۔ بس آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ مجھے اس امتحان میں کامیابی عطا فرمائے۔"

"بیٹا! تم سب کو خوش رکھنے کی کوشش کرو۔ کوشش کرو کہ کسی کا دل تمہارے رویے سے نہ دکھے اپنی بات اس انداز سے کہو کہ نہ تو خود پرستی کا گمان ہو اور نہ ہی دوسرے کو ہتک کا احساس ہو۔"

"آپ ٹھیک کہہ رہی ہیں امی جان! مگر میں اپنے سسرال والوں کی برائی نہیں کرنے جا رہی مبادا آپ خفا ہو جائیں۔ یہ سب لوگ بہت بہت اچھے ہیں امی جان! مگر میں نے محسوس کیا ہے کہ جیسے ان لوگوں نے مجھ سے جو توقعات وابستہ کی تھیں وہ پوری نہیں ہوئیں۔ وہ مجھے لندن میں پیدا ہونے والی، وہیں پلی بڑھی انگلش ماحول میں ڈھلی انگلش لڑکی کے روپ میں دیکھنا چاہتے تھے۔ مذہب اور روایات میں لپٹی مشرقی لڑکی نہیں۔"

یہ بات عائشہ نے محسوس کی تھی، ایسا تھا یا نہیں

اس کا یقین نہیں تھا۔

"تو اس میں ایسی اچنبھے کی کیا بات ہے بیٹا! یہ لوگ ہوتے یا اور لوگ ہوتے۔ ایک ایسی لڑکی سے ایسی ہی توقعات رکھتے۔ عام طور پر دوسرے ممالک میں رہنے والے پاکستانیوں کے بارے میں ایسے ہی خیالات ہوتے ہیں بیٹا! حقوق اللہ، اللہ کا معاملہ ہے اور اللہ رحمن اور رحیم ہے معاف فرماتا ہے۔ ہمیں حقوق العباد کی ادائیگی کا بھرپور خیال رکھنا چاہیے۔"

"جی بہتر امی جان!"

اور اس روز امی سے تفصیلی بات کر کے وہ پھر تازہ دم ہو گئی۔ فرحان سو رہا ہوتا تو ہلکے سے اس کا پاؤں ہلا کر صرف یہ کہہ دیتی۔

"اٹھیے! اگر سمجھیں تو نماز... پھر وہ کبھی ہنستے ہنستے کتنا ہی ڈھیٹ بنا، نماز پڑھ کر ہی سوتا۔ تینوں بھائیوں کو سنا دیتی۔

"نماز..... پڑھیئے اس سے پہلے کہ آپ کی نماز پڑھی جائے"

"یار! ایک تو عائشہ بلاتی..... تم جلدی سے آتے تو ہم جلدی نمازی ہو گئے ہوتے۔"

"اچھا ہے نا..... کوئی تو ہوا جس کی بات آپ نے بھی مانی۔" ثانیہ بہت خوش تھی۔

"عائشہ بیٹی! اس نومی کے سر پر بھی ہاتھ پھیر دو۔ اس نے تو بس کھیل اور ٹی وی ہی کو زندگی بنا رکھا ہے۔" امی کے کہنے پر اس نے کانوں میں واک مین لگا کر سوتے ہوئے نومی کے کانوں سے واک مین اتارا۔ ٹی وی آف کیا اور پردے ہٹا دیے تو وہ چونک کر غصے سے اٹھا، اسے گھورا اور پردہ پھر برابر کر دیا۔

"پلیز بھابی! سونے دیں۔ ابھی تو سویا ہوں اور یوں بھی سورج کی پہلی کرنوں کا استقبال کرنے کا مجھے کوئی شوق نہیں۔"

"ساری گڑبڑ یہیں سے تو شروع ہوتی ہے نومی کہ ہم نے غفلت کی نیند میں سورج کی پہلی کرنوں کا استقبال کرنا چھوڑ دیا ہے۔"

"بس..... ہو گیا لیکچر شروع..... بھابی، آپ اپنے آپ کو سمجھتی کیا ہیں؟ اپنی اچھائیاں اپنے پاس رکھیں [illegible]!"

نومی نے بلاوجہ ہی بے بنیاد بات کو بڑھاوا دیا کہ فرحان کو سخت غصہ آ گیا۔ اس نے بھی عائشہ کو خوب ڈانٹا۔ امی اور بھابی وضاحت کرتی رہ گئیں مگر اس نے ایک نہیں سنی اور بولے گیا۔ وہ اس بدگمانی کی جنگ میں اپنا قصور تلاش کرتی رہ گئی کہ شب برات آ گئی۔ اس نے خاص اہتمام کیا اس رات کا۔ سارے گھر میں چراغاں کیا۔

"بھابی جان! آپ نوافل پڑھنے لگیں تو مجھے بھی بلا لیجیے گا۔"

"ارے ہٹو! ہم سب سمجھتے ہیں خود اتنا پڑھتی ہو اور ہمیں..."

"نہیں بھابی جان! اجتماعی عبادت کا لطف ہی کچھ اور ہے۔ ہمارے وہاں تو ہمارے گھر میں مسلمان پڑوسیوں کی خواتین آ جایا کرتی تھیں۔ اس رات میں ایک عجیب سا سماں پیدا ہو جاتا تھا۔ میں ابھی آتی ہوں۔" عائشہ یہ کہہ کر اپنے کمرے میں آ گئی۔ فرحان کو تیار کر کے...

"اب آپ تینوں بھائی مسجد جا رہے ہیں یا گھر پر؟"

"جائیں گے تو ہم مسجد ہی میں مگر آپ تو ہم سے... نہیں، وہ کیا ہوا؟"

"اللہ تعالیٰ درگزر کو پسند فرماتا ہے۔ بس اتنی سی بات ہے۔" وہ آہستگی سے مسکرائی۔

"معافی کی یہ کلیاں آپ نے نومی کے دامن میں بھی ڈالیں کہ...؟"

"کلیاں! پہلے دامن میں ڈالی جاتی ہیں۔" وہ [illegible] پر آ گئی تو نومی نے پیچھے سے آ کر کان پکڑ کر معذرت کر لی۔

"سوری بھابی! اس روز سارا قصور میرا تھا۔ میں نے ناحق آپ کو ڈانٹا۔"

"کوئی بات نہیں نومی! بات صرف احساس کی ہے۔ تمہیں اپنی غلطی کا احساس ہو گیا یہی بہت ہے۔"

[illegible] کے بعد پہلی شب برات تھی وہ بہت خوشی اور سکون

بھی عبادت میں
محسوس کر رہی تھی۔ امی کے ساتھ یہ تینوں
مصروف رہیں۔ زوہا کو بہت نیند آرہی تھی۔
"ایک تو ...... یعنی ہم ویسے دوسرے
کاموں کے لیے ساری ساری رات جاگتے ہیں کوئی
شادی ہو، فنکشن ہو نیند ہرگز نہیں آتی، بس ذرا جو
عبادت کرنے بیٹھیں تو جمائی پر جمائی آئے گی اور نیند تو
ایسے ٹوٹ کر آئے گی کہ جیسے پھر کبھی نہیں آئے گی۔"
زوہا نے لمبی سی جمائی لی اور چائے کا گھونٹ بھرا۔
"عبادت اللہ کا ذکر، اِک خوشبو ہے، راحت ہے،
سکون ہے جس سے انسان کو نیند آنے لگتی ہے اور ناچ گانا،
لہو و لعب دنیاداری چونکہ شیطانی کام ہیں اور برے کام
جانو کانٹے ہوتے ہیں اب کانٹوں کے بستر پر تو نیند آنے
سے رہی اس لیے......"
امی نے زوہا کی بات کی وضاحت کی، عائشہ
مسکرا دی۔
"آپ نے درست کہا امی! امی بھی یہی کہتی ہیں۔"
"بھئی عائشہ! مجھے تو کبھی کبھی لگتا ہے کہ یہ جھوٹ
ہے، تم لندن سے آئی ہو، تم تو واقعی چیچہ وطنی سے آئی
ہو۔"
"لندن ہو یا چیچہ وطنی، اللہ تو ہر جگہ ہے ناں۔"
شب برات کے بعد روزے آگئے۔ سب ہی
مستعدی سے روزے رکھ رہے تھے، سحری کے لیے اٹھنا
مسئلہ ہوتا تھا۔ یہ ذمے داری بھی عائشہ نے اپنے سر لے
لی تو سب سے زیادہ خوشی زوہا کو ہوئی، جسے امی کو جگانے
کے لیے بار بار اوپر جانا پڑتا تھا۔
"یہ ہاؤ کا بھی ناں، نری فاقہ کشی کرتا ہے۔ بغیر کھائے
پیے رکھ لیتا ہے روزہ، نہ نماز پڑھتا ہے اور دن کالج میں
رات کرکٹ کھیل کر گزارتے ہیں یہ لڑکے۔"

"بس امی! اب میں نہیں جاؤں گی اسے جگانے کے لیے۔"

"تم بیٹھو، میں ٹرائی کرتی ہوں۔" ثانیہ اور عائشہ سحری بنا کر آئی ہی تھیں کہ نومی کو جگانے کی ذمے داری عائشہ نے لے لی۔

"آپ چلیں، میں آتا ہوں بھابی!" یہ اس کا رٹا رٹایا جملہ تھا بعد میں آنا بھی نہیں تھا۔

"جی ہاں، میں جانتی ہوں، تم جتنا آؤ گے ابھی چلو میرے ساتھ۔" اس نے اس کا تکیہ نکال دیا تو وہ چڑ کر بیٹھ گیا۔

"نومی بھائی! میری عزت کا سوال ہے۔ میں کہہ کر آئی ہوں کہ ابھی لاتی ہوں اسے لے کر پلیز چلو ناں!" عائشہ سارے گُر جانتی تھی کہ کس کو کس طرح ہینڈل کرنا ہے۔ اسے معلوم تھا یہ سحری کھائے بغیر روزہ تو رکھ لے گا مگر امی جان جلتی رہیں گی۔

"اوہو بھابی! آپ تو اسکالر ہی ہو گئی ہیں۔"

"دیکھو بھئی! رمضان کا مہینہ مسلمانوں کے ہاں ایک مہمان کی حیثیت سے آتا ہے اور ہم مسلمانوں کو اچھے میزبان کے فرائض ادا کرتے ہوئے اس معزز اور مبارک پیارے مہینے کی اس کے دینی تقاضوں کے ساتھ خاطر داری کرنی چاہیے۔ اس کو پھر پورا اہتمام کے ساتھ منانا چاہیے۔ پھر ہمارا یہ مہمان پیچھے چھوڑ کے، ہم مسلمانوں کو جھولی بھر بھر کر اللہ کی نعمتیں، رحمتیں اور بخشش دینے آتا ہے اور کم نصیب ہوتے ہیں وہ دامن جو پھیلے نہیں ہوتے، سمٹے ہوتے ہیں۔ سب مسلمانوں کو بھرپور طریقے سے اس مہمان کی مہمانداری کرنا چاہیے۔ یوں بھی سال میں ایک بار آتا ہے۔ اگلے برس کا کیا بھروسا بھیا، جب یہ آئے ہم ہوں نہ ہوں۔"

"اوہو چلیے، سچ بھابی! آپ کو تو اسلامیات کی لیکچرار ہونا چاہیے کسی کالج میں!" وہ اٹھ کر واش روم میں چلا گیا۔ وہ وہیں بیٹھی اس کا انتظار کرتی رہی۔

"ارے، آپ گئیں نہیں؟" نومی نے حیرت سے دیکھا۔

"صرف پندرہ منٹ رہ گئے ہیں، جلدی کرو۔"

"بھابی! آپ نے بھی ناں بس، ہمارے ارمانوں کو پانی میں بہا دیا۔ کون کہہ سکتا ہے کہ آپ لندنی ہیں۔" اس کے لندنی کہنے پر عائشہ کو ہنسی آ گئی۔

"خدا نہ کرے جو میں لندنی ہوتی۔ ارے میں پاکستانی ہوں، الحمدللہ اور اپنے جن دوستوں کی لندن، امریکا پلٹ بھابیوں کے قصے سناتے ہو ناں تو یہ اچھی بات نہیں ہے۔ کوئی انسان کی اپنی ایک پہچان ہونی چاہیے۔ یہ کیا کہ جہاں گئے وہیں کے ہو گئے۔ ہمارا مذہب بہترین، ہماری وطنیت بہترین، ہمارا کلچر بہترین، ہماری اردو زبان بہترین پھر میں اس بری تہذیب ثقافت کا حصہ کیوں بنتی؟ انسان اپنے رنگوں سے پہچانا جائے تو اسی میں اس کی عزت اور بقا ہے کیونکہ ذرہ اپنی جگہ ہی آفتاب ہوتا ہے۔ جگہ چھوڑ دے تو محض ایک ذرہ رہ جاتا ہے۔ چلو تم بتاؤ، اگر میں وہ جعلی انگلش گرل بن کر آتی تو تمہیں اچھا لگتا؟"

رسان سے بولتے بولتے اس نے رک کر نومی کو دیکھا جو بہت متاثر ہو رہا تھا اس سے اور خوش بھی کہ واقعی اس کی بھابی جعلی نہیں۔

"آپ...... اسی روپ میں بہترین ہیں۔"

"ہیں...... تو چلو پھر روزہ رکھ لیں۔" عائشہ خوش ہو گئی۔ عائشہ پہلی بار سسرال میں روزے رکھ رہی تھی اسے بہت مزہ آ رہا تھا۔ عائشہ اس گھر میں بہت خوبصورت اضافہ تھی۔ سب اس سے خوش تھے۔ ان ہی دنوں فرحان کے کسی دوست نے ہوٹل میں عائشہ اور فرحان کی افطار پارٹی کر دی اور اصرار کیا کہ وہ عائشہ کو دیکھنا چاہتا ہے۔ بات کرنا چاہتا ہے۔ یہ دوست فرحان کا قریبی اور گہرا دوست تھا اور اس نے بھی چڑ سی بنا لی تھی کہ وہ فرحان کی بیگم کو دیکھ کر رہے گا اور فرحان کا بھی یہی خیال تھا۔

"چلو، کسی اور کے سامنے نہیں تو کم از کم حامد کے سامنے آ جاؤ۔"

"نہیں، ہرگز نہیں۔ جب میں پردہ کرتی ہوں تو کیا حامد اور کیا کوئی اور۔ میں کسی نامحرم کے سامنے نہیں جاؤں گی۔"

فرحان اس کی بات کی اہمیت اور گہرائی کو سمجھے بغیر عجیب قسم کا خفا ہو گیا اور اتنا زبردست خفا ہوا کہ بات تو دور کی بات اس کے ہاتھ کا کوئی کام بھی اسے اچھا نہیں لگ رہا تھا۔ عائشہ سہم کر رہ گئی۔ اسے ہر طرح سے منا دیکھا' جب نہ مانا تو وہ ساس کی گود میں سر رکھ کر شدتوں سے رو دی۔ تب امی اور فیضان نے فرحان کو خوب آڑے ہاتھوں لیا۔

''تمہیں شرم آنی چاہیے فرحان! ایک فضول سی بات پر تم نے اتنا ہنگامہ کیا ہے۔''

''فضول سی بات! اگر وہ اتنا ہی اسلام جانتی ہے تو اسے شوہر کی بات ماننا چاہیے کہ نہیں؟''

''ہاں ...... ضرور ماننا چاہیے۔ اگر شوہر کی بات ماننے کے قابل ہو۔ تم بھی مسلمان شوہر ہو کیا تمہیں اسلام میں عورت کے پردے کی اہمیت کا احساس نہیں۔ یہ تو آج کی عورت کی بدقسمتی ہے کہ پردہ نہیں کرتی جو کرتی ہیں ان کو تو کرنے دو۔ وہ تمہارے دوستوں کے سامنے کیوں جائے؟ وہ ہم سب کو خوش رکھتی ہے تمہاری خدمت کرتی ہے اور تم محض ایک چھوٹی سی بات کے لیے اس سے اتنا خفا ہو گئے ہو کہ وہ اتنا روئی ہے۔''

ماں اور بھائی نے اچھی خاصی کلاس لے ڈالی تھی اور جب خود فرحان نے سوچا تو خود اپنا قصور ہی نظر آیا۔ بجائے دوست کو منع کرنے کے عائشہ کو نامحرم کے سامنے آنے کو کہا۔ وہ سخت شرمندہ تھا اس سے' وہ چپ چاپ اس کے کام کرتی' جب یہ اس کے قریب جانے لگتا تو وہ راستہ بدل کر باہر نکل جاتی۔ چاند رات پر سب چاند دیکھ کر نیچے آ گئے۔ عائشہ کے ہاتھ دعا کے لیے پھیلے ہوئے تھے۔ فرحان چپکے سے اس کے قریب آ گیا اور اسے دیکھ کر پھر دعا کے لیے ہاتھ اٹھا کر بلند آواز میں دعا کرنے لگا۔

''اے اللہ! میری دعا سن' میری بیگم کو ہدایت دے کہ وہ مجھے معاف کر دے جو کہتی ہے ...... کہ اللہ تعالیٰ معافی کو، درگزر کو پسند فرماتا ہے۔ اسے کہہ دیں کہ وہ بھی درگزر سے کام لے آمین!''

فرحان نے منہ پر ہاتھ پھیرا۔ عائشہ جانے لگی تو اس نے مضبوطی سے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور باقاعدہ دونوں کان پکڑ کر اس کے سامنے کھڑا ہو گیا۔

''سوری!'' عائشہ کو اس کی حرکت اچھی لگی' وہ مسکرا دی۔

''عید مبارک!''

''ابھی ...... عید تو کل ہے۔ آج تو چاند مبارک کہیے۔''

''چاند رات کو چوڑیاں پہنی جاتی ہیں' مہندی لگائی جاتی ہے اور ...''

عائشہ نے اپنی کلائیاں اس کے سامنے کر دیں۔

''تو چلیے جناب! آج ہم اپنے ہاتھوں سے آپ کو چوڑیاں پہنائیں گے اور مہندی بھی لگائیں گے۔''

''نہیں مہندی میں زوہا سے لگواؤں گی۔ مجھے پتا ہے آپ بلڈنگ کا نقشہ نہیں بنوانا۔''

''اوکے! تو چلیے پھر'' کچھ دیر بعد جب دونوں جانے لگے تو امی نے ڈھیر ساری دعائیں ان کے ہمراہ کر دیں۔

☆☆☆